دارالاشاعت ۔ دفتر مرکزیہ جماعت اہلسنت سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ مبارک فتویٰ نافع تقویٰ قامع طغویٰ دافع بلویٰ جس میں مسئلہ اسقاط کو احادیث شریفہ اور تفسیر اور متعدد کتب فقہیہ اہل سنت وجماعت کے حوالجات سے جائز ثابت کیا گیا ہے اور رانڈیری مفتی کا رد کیا گیا ہے اور چونکہ اسقاط سے مقصود اپنے عزیز وقریب کی مغفرت وبخشش ہوتی ہے لہذا

تاریخی نام

بخشایش عزیزاں

۱۳۵۸ھ

رکھا گیا

از قلم فیض رقم اسد السُّنّۃ ضیغم المِلّۃ سیفٌ من سیوف اللّٰہ وصّاف الحبیب حضرت مولینا حافظ قاری علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم العالی خطیب جامع مسجد ومفتی شہر ریاست پٹیالہ

بفرمائش

محب سنت جناب مکرم محمد شاہ میر خاں صاحب قادری رضوی مجددی پیلی بھیتی وبرادر عزیز مولوی ابو النصر عطار الرضا محمد عمر خاں صاحب قادری رضوی مجددی لکھنوی وجناب حامی سنت مولوی حکیم عبد الرسول صاحب عرف چھوٹو میاں سنی حنفی قادری ہانسوٹوی زید مجدہم

بار اول | قیمت ۲؍ | تعداد ایکہزار

صابر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام محمد ابراہیم مینجر چھپوا کر جناب مولانا مولوی حافظ قاری سید ابو الانوار محمد نور الحق صاحب قادری برکاتی قاسمی بھمبری نے بمبئی سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئولہ حکیم عبد الرسول صاحب عرف چھوٹو میاں و ملا غلام احمد بن عبد الکریم امام جامع مسجد ہانسوٹ ضلع بھروچ۔ سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حیلہ اسقاط کے بارے میں کہ یہاں قصبہ ہانسوٹ میں قدیمی دستور العمل ہے کہ میت کیلئے حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی کتاب تائید الحق ۱۲۶۵ھ میں بمبئی میں چھپی ہے، مصنفہ مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی۔ مصنف نے اس مسئلہ کا جواز کتابیں مذکورہ ذیل سے لکھا ہے عینی شرح کنز و جامع الرموز و شرح مختصر نقایہ و فوائد شرح کنز و کنز العباد و شرح وقایہ اور کتاب فقہ آسان شرح کنز الدقائق مصنفہ عبد الوہاب خاں ۱۳۱۰ھ میں در زبان ہندی چھپی ہے۔ انہوں نے جواز اس مسئلہ کا کتابیں درج ذیل سے لکھا ہے۔ بحر الرائق اور غنیہ اور جامع الرموز اور معتمد ظہیریہ اور قاضیخاں اور اشباہ والنظائر اور جواہر اب قصبہ مذکورہ میں دو تین شخص راندیر مدرسہ کی تعلیم کے پیرو اور ایک اندیر کے نوسند یافتہ مولوی کہتے ہیں کہ یہ رواج حیلہ اسقاط کرنا فضول رواج ہے نہیں کرنا چاہیئے اور کرنیوالوں کو منع کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔ سوال دوم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں قصبہ ہانسوٹ میں جامع مسجد و دیگر مساجد میں ماہ رمضان مبارک میں پہلی تراویح کی رات اور شب جمعہ کو قبل تراویح و قبل نماز عشاء ایک اذان سنت مؤکدہ اور دوسری چھ اذان اللہ کا ذکر سمجھ کر ان فضیلت والی راتوں کو پڑھی جاتی ہیں۔ بعدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور دیگر پیغمبران اولوالعزم کے اسماء مبارکہ کیساتھ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ اسطرح صلوٰۃ ایک شخص پڑھتا ہے پھر نماز عشاء و تراویح ہوتی ہے۔ یہ دستور العمل بھی قدیمی ہے۔ اس سال کسی نے راندیر جامع حسینیہ کے مفتی سے فتویٰ منگایا وہ اپنے فتوے میں بغیر کسی سند بیان کئے لکھتے ہیں کہ بدعت سیئہ ہے اسکو جلد بند کرنا چاہیئے بینوا و توجروا

الجواب۔ جواب اول یا من لک الحمد منک ھدایۃ الحق والصواب مسئلہ اسقاط عن المیت جائز ہے اور کتب احادیث و تفسیر و فقہ میں موجود و مصرح ہے۔ مگر دیوبندی مرتدین کے گھر کی شریعت ہے، جس کو

چاہیں شرک و کفر و حرام کرائیں اور بدعت و فضول ٹھہرائیں حضرت مولینا مولوی قاضی عبدالفتاح سید اشرف علی صاحب حسینی
قادری گلشن آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ اسقاط کے جواز میں کتب فقہ عینی شرح کنز و جامع الرموز و شرح مختصر
نقایہ و فرائد شرح کنز و کنز العباد و شرح وقایہ وغیرہ کتب معتبرہ سے جو بیان فرمایا حق و صواب ہے۔ فقیر ذرہ بمقدار بھی کچھ
عرض کرنا چاہتا ہے۔ وضاحت مسئلہ سے پہلے لغت سے اسقاط کے معنی سمجھ لینا چاہیے۔ پھر مقصود اسقاط جان لیں تاکہ مسئلہ
بالکل صاف ہوجائے۔ **اسقاط** عربی میں مصدر ہے۔ جسکے معنی گرادینا ہیں اور اہل لغت نے اصطلاحی معنی یوں
بیان کئے ہیں "اسقاط آں چیز ست کہ دور کردہ شود از ذمہ میت بانقدر کہ میسر شود" **وجیز** یعنی اسقاط یہ ہے
کہ میت کے ذمہ جو احکام شرعیہ رہ گئے ہوں۔ اونکو اس کے ذمہ سے دور کردیا جائے جسقدر چیز بھی میسر ہو اسکے ذریعہ سے
اور **مقصود** اسقاط سے یہ ہوتا ہے کہ انسان سے اکثر خطا و نسیان میں احکام شرعیہ مثلاً نماز و روزہ واضحیہ یعنی قربانی و
کفارہ یمین وغیرہ رہ جاتے ہیں اور انکی ادائے لازمی و ضروری تھی۔ مگر ادا کرنیسے مجبور ہے۔ تو ادا کی کیا صورت ہو۔ اور حضور
سرکار مدینہ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کے نام لیوا کے سر سے قرض الٰہی کا بار کیونکر اترے اور اسکی بخشش و مغفرت
کیسے ہو۔ لہذا خود حضور رحمۃ للعلمین رؤف ورحیم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم نے طریقہ تعلیم فرمایا۔ کہ میت کا ولی
میت کی جانب سے اسطرح کرے تو میت کے سر سے بار قرض الٰہی اتر جائیگا۔ تو مقصود اسقاط سے صرف ان
احکام شرعیہ کی ادائیگی اور میت کی بخشش ہوتی ہے۔ ولکن الوھابیۃ والدیوبندیۃ قوم لایعقلون
مگر وہابی و دیوبندی کتنے بڑے ظالم ہیں کہ میت کیساتھ بھی بھلائی اور حسن سلوک نہیں کرنے دیتے۔ حالانکہ
میت کی حالت حدیث شریف میں یہ آئی ہے۔ کالغریق المتشبث جیسے ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا
ہے اسطرح میت کو ایک کلمہ کے ثواب کا انتظار ہوتا ہے۔ ایسی بے بسی و بیچارگی میں ظاہر ہے کہ اسکے لئے جو
بھلائی بھی ولی کریگا وہ میت کیلئے صلاح و فلاح و خیر و نیکی ہوگی۔ مگر فرقہ دیوبندیہ زندہ سنیوں پر تو ظلم و
ستم کرتا ہی ہے کہ ان کو کافر مشرک بناتا ہے۔ مرنے کے بعد میت پر بھی ظلم و ستم ڈھاتا ہے۔ کہ خیرات وصدقات
وحسنات کو میت سے باز رکھتا ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا والکفرون ھم الظلمون۔ قرآن کریم نے ارشاد
فرمایا۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں
ایک مسکین کا کھانا۔ (ترجمہ رضویہ) **تفسیر احمدی** میں حضرت علامہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اسکے تحت میں فرماتے ہیں۔ فان قیل کلما ثبت علی خلاف القیاس یقتصر علی مورد فلم وجبتم

الفدیۃ فی الصلوۃ بلا نص فیما اذا مات وعلیہ قضاء الصلوۃ واوصی الورثۃ بہا علی ما صح عند کم ان فدیۃ کل صلوۃ کصوم یوم یعنی اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو چیز خلاف قیاس ثابت ہوتی ہے۔ اسکا حکم اسی تک رہتا ہے یعنی روزہ کا فدیہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تو بس روزہ تک جواز رکھو۔ نمازیں کیونکر فدیہ اسقاط تم نے جائز کر دیا۔ اس صورت میں کہ کوئی شخص مرگیا اور اس پر نمازیں قضا ہیں اور وارثوں کو اس نے کفارہ کی وصیت کی ہے۔ اس بنا پر کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک صحیح ہے کہ ہر نماز کا فدیہ ایک روزہ کے فدیہ کے مثل ہے۔ اس اعتراض اور دیوبندی عقیدہ میں بون بعید ہے کہ یہ معترض روزہ میں اسقاط مانتا ہے اور نماز کیلئے دریافت کرتا ہے اور دیوبندی روزہ ونماز کسی میں فدیہ اسقاط کا قائل نہیں سب کا منکر ہے حضرت ملا صاحب علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہیں۔ فقد ذکر ائمۃ الاصول ان النص یحتمل ان یکون معلولا والصلوۃ نظیر الصوم بل اہم منہ فامرناہ بالفدیۃ احتیاطا ورجونا القبول من اللہ تعالیٰ فضلا یعنی یقیناً ائمہ اصول نے ذکر فرمایا ہے کہ نص میں اس بات کا احتمال ہے کہ معلول ہو اور نماز روزہ کی مثل بلکہ روزہ سے زیادہ مہتم بالشان ہے لہذا ہم نے احتیاطاً نماز کے فدیہ کا حکم دیدیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قبولیت ہے اور احادیث میں تو صاف ارشاد ہے حدیث اول عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد ولکن یطعم عنہ مکان کل یوم مد ین من حنطۃ رواہ النسائی فی سننہ الکبریٰ و عبد الرزاق فی کتاب الوصایا حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی میت کی طرف سے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے۔ لیکن ہر نماز اور ہر روزہ کے بدلہ میں دو مد گیہوں مسکین کو دے۔ حدیث دوم عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شہر رمضان فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکین رواہ الترمذی وقال والصحیح انہ موقوف علی ابن عمر نافع نے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے سرکار مدینہ سے روایت کی کہ حضور اقدس تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مر جائے اور اس پر رمضان کے روزے قضا ہوں تو وارث ہر دن کے روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا دے

مشکوٰۃ شریف باب القضاص ۱۷۸ اور یہی وجہ ہے کہ میت کیجانب سے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا منع فرمایا تھا۔ بلکہ ہر نماز اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا دینا تھا۔ لہذا موطا امام مالک میں ہے۔ عن مالک بلغہ ان ابن عمر کان یسأل ھل یصوم احد عن احد او یصلی احد عن احد فقال لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد رواہ فی الموطا۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی شخص کسی میت کیجانب سے روزہ رکھ سکتا یا نماز پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہ کسی کی طرف سے کوئی روزہ رکھے نہ نماز پڑھے مشکوٰۃ شریف باب القضا۔ یوں اپنی نماز اور روزہ کا ایصال ثواب کر سکتا ہے اور اس سے میت کو فائدہ بھی ہوگا۔ مگر میت کے ذمہ جو ہیں وہ ادا نہ ہونگی۔ حدیث چہارم عن ابن عمر قال لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد ولکن ان کنت فاعلاً تصدقت عنہ او اھدیت یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا نہ کوئی کسی میت کی طرف سے نماز پڑھے نہ کسی کی طرف سے روزہ رکھے لیکن اگر وارث کچھ کرنا چاہتا ہے تو تصدق کرے فدیہ دے اسقاط کرے۔ رواہ عبد الرزاق فی کتاب الوصایا۔ حدیث پنجم۔ وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم انا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعو لہم فھل یصل ذلک الیہم قال نعم انہ لیصل الیہم وانہم لیفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ رواہ ابو حفص العکبری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اپنے گزرے ہوئے لوگوں کی طرف سے تصدق کرتے فدیہ دیتے ہیں اور انکی طرف سے حج کرتے ہیں اور قرآن کریم وغیرہ پڑھکر ان کیلئے دعار خیر کرتے ہیں۔ تو کیا ان کو یہ پہنچتا ہے۔ سرکار سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں ضرور ان کو پہنچتا ہے۔ اور یقیناً اس سے انکو فرحت وسرور و خوشی حاصل ہوتی ہے جسطرح تم میں سے کوئی طبق بتھال ہدیہ ملنے پر خوشی ہوتی ہے۔ شامی جلد ثانی۔ اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی میت کیطرف سے تصدق اور فدیہ کا رواج تھا۔ اور سوال اسلئے کیا کہ پہنچتا ہے یا نہیں اور سرکار سرکار کا ارشاد سن کر اطمینان کامل بھی حاصل ہو اور بعد والے غلاموں کیلئے سند ہو کہ منکر کے آگے پیش کرکے اسکی دہن دوزی کریں تو ارشاد عالی ہوا۔ ہاں ہاں پہنچتا بھی ہے اور میت کو خوشی بھی ہوتی ہے میت

کی خوشی کا اظہار فرمانا امتیوں کو آمادہ کرنیکی دلیل قوی ہے۔ اب دیوبندی اس رواج کو فضول بتاکر اور مصطفےٰ پیارے
کو جھٹلا کر جہنم کے کس گڑھے میں گئے۔ ان احادیث شریفہ میں صاف صاف میت کیطرف سے فدیہ اسقاط کا
بیان آگیا۔ شراح حدیث و حضرات فقہاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور وضاحت فرما دی حضرت شیخ محقق مولانا
الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ وذھب
الجمھور الی انه لایصوم عنه وبه قال ابوحنیفة ومالك والشافعی فی اصح قولیه عند
اصحابه واوّلوا الحدیث بان المراد الطعام الولی عنه وتکفیره عنه فعندنا ان اوصی فیؤخذ
من الثلث وعند الشافعی اوصی اولم یوص فیؤخذ من کل ماله[1] یعنی جمہور علماء محدثین و حضرات مجتہدین
کا مذہب یہ ہے کہ ولی میت کیطرف سے روزہ نہ رکھے (اور نہ میت کیطرف سے نماز پڑھے) اور یہی فرمایا حضرت
سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک نے اور امام شافعی کا بھی اصح قول یہی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حدیث
من مات وعلیه صوم صام عنه ولیه کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد ولی کا مسکین کو کھانا کھلانا اور میت
کی نماز و روزہ کا کفارہ ادا کرنا ہے۔ تو ہم حنفیوں کے نزدیک اگر میت نے وصیت کی ہے تو اسکے ثلث مال
سے فدیہ ادا کیا جائے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اسکے کل مال سے فدیہ ادا کرینگے
اور جو احادیث اوپر مذکور ہوئیں وہ بھی مذہب جمہور کی تائید کر رہی ہیں اور یہ مسئلہ اسقاط عن المیت تو ظاہر
الروایات سے ہے۔ محرر المذہب حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادات میں اسکے متعلق فرماتے ہیں
یجزیه انشاء اللّٰه تعالیٰ یعنی یہ اسقاط کرنا میت کے مافات کیلئے کافی و وافی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ علامہ
شرنبلالی نے نورالایضاح میں خاص اسی مسئلہ اسقاط کے بیان کرنے کیلئے ایک فصل خاص کی فصل فی اسقاط
الصلوٰۃ والصوم یہ فصل مسئلہ اسقاط نماز و روزہ کے بیان میں ہے اذا مات المریض ولم یقدر علی الصلوٰۃ بالایماء
لایلزمه الایصاء بها وان قلّت وکذ الصوم ان افطر فیه المسافر والمریض وماتا قبل الاقامة والصحة و
علیه الوصیة بما قدر علیه وبقی بذمته فیخرج عنه ولیه من ثلث ماترك لصوم کل یوم ولصلوٰۃ

[1] قال الطیبی جوز احمد ان یصوم الولی عن المیت ماکان من قضاء رمضان او نذرا وکفارۃ بھذا الحدیث ولم یجوزہ مالك والشافعی وابوحنیفة انتھی بل یطعم عنه ولیه لکل یوم صاعا من شعیر او نصف صاع من بر عند ابی حنیفة وکذ الکل صلوٰۃ۔ مرقاۃ۔ (ترجمہ) طیبی نے کہا اس حدیث کی رو سے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو جائز رکھا ہے کہ ولی میت کیطرف سے رمضان کے روزوں کی قضا کرے اور نذر اور کفارہ بھی ادا کرے اور امام مالک اور امام شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ اسکو جائز نہیں قرار دیتے انتہیٰ۔ بلکہ اسکا ولی میت کیطرف سے ہر دن کیلئے ایک صاع جو سے یا نصف صاع گیہوں سے اور اسیطرح ہر نماز کے بدلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیوے (مرقاۃ) (عبدالعزیز مزنگوی)

کل وقت حتی الوتر نصف صاع من بر او قیمته وان لم یوص وتبرع عنه ولیه جاز ولا یصح ان یصوم ولا ان یصلی عنه وان لم یفِ ما اوصی به عما علیه یدفع ذلک المقدار للفقیر فیسقط عن المیت بقدره ثم یهبه الفقیر للولی ویقبضه ثم یدفعه للفقیر فیسقط بقدره ثم یهبه الفقیر للولی ویقبضه ثم یدفعه الولی للفقیر وهکذا حتی یسقط ما کان علی المیت من صیام وصلوٰۃ ویجوز اعطاء فدیۃ صلوات لواحدٍ جملۃ بخلاف کفارۃ الیمین یعنی جب مریض اس حالت میں مرجائے کہ اشارہ سے بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ تھا تو وصیت کرنا لازم نہیں ہے اور ایسے ہی روزہ اگر افطار کیا مسافر و مریض نے اور اقامت و تندرستی سے پہلے مرگئے اور روزوں کی وصیت اپنے مال سے لازم ہے اور نماز و روزہ اسکے ذمہ باقی رہیگا۔ ادا اور کفارہ کی صورت یہ ہے کہ ولی میت کے مال سے ثلث لیکر اُسمیں سے ہر روزہ اور ہر نماز و وتر کیلئے نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت مسکین کو دے اور اگر وصیت نہیں کی اور وارث نے خود میت کیجانب سے اسقاط کیا تو جائز ہے اور یہ صحیح نہیں کہ میت کیطرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور اگر میت پر نماز و روزے زیادہ ہوں اور مال کم ہے کہ کافی نہیں ہوسکتا تو ولی اُس تھوڑے مال کو میت کے روزہ و نماز کے فدیہ میں فقیر کو دے اور حساب کرے کہ کتنی نمازیں یا روزے میت کے ذمہ ہیں اور اس مال کی قیمت یا گیہوں کتنی نمازوں یا روزوں کا فدیہ ہوئے اور کتنی نمازیں اور روزے باقی ہیں پھر فقیر بخوشی وہ مال یا گیہوں ولی کو ہبہ کردے اور ولی موہوب پر قبضہ کرے۔ پھر نمازوں یا روزوں کے بدلہ میں فقیر کو دے اور فقیر قبول کرکے پھر ولی کو ہبہ کرے اسیطرح کرتے ہیں یہانتک کہ میت پر جو نمازیں اور روزے تھے سب ادا ہوجائیں اور چند نمازوں کا فدیہ ایک شخص کو دیدینا جائز ہے مگر کفارہ یمین میں ایسا نہیں ہے بلکہ اُسمیں ایکوقت میں ایک شخص کو صرف نصف صاع گیہوں یا اسکی قیمت دیجائیگی۔ درمختار باب القضاء الفوائت میں ہے۔ ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ ولو لم یترک مالا یستقرض وارثہ نصف صاع مثلاً ویدفعہ لفقیر ثم یدفعہ الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم یعنی اور اگر کوئی مرگیا اور اُس پر نمازیں باقی ہیں اور کفارہ کی اُس نے وصیت کی ہے تو ہر نماز کے بدلہ نصف صاع گیہوں دیئے جاینگے صدقہ فطر کی طرح اور ایسا ہی حکم وتر اور روزہ کا ہے اور یہ فدیہ میت کے ثلث مال سے دیا جائیگا۔ اور اگر متوفی نے کچھ مال نہیں چھوڑا تو اُسکا وارث مثلاً نصف صاع گیہوں قرض لے اور فقیر کو اسقاط میں دے پھر

فقیر بخوشی وارث کو دے اور وارث ہبہ پر قبضہ کرکے پھر فدیہ میں فقیر کو دے اور فقیر پھر وارث کو ہبہ کردے یہاں تک کہ اسیطرح میت کی تمام نماز فرض و وتر اور روزہ کا فدیہ پورا ہو جائے۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں کچھ اور وضاحت فرمائی۔ یستقرض وارثه نصف صاع مثلاً کے تحت میں فرماتے ہیں ای قیمة ذلك و الاقرب ان یحسب ما علی المیت ویستقرض بقدره بان یقدر عن کل شهرٍ او سنةٍ او بحسب مدة عمره بعد اسقاط اثنی عشرة سنة للذکر وتسع سنین الانثی لانها اقل مدة بلوغهما فیجب عن کل شهرٍ نصف غرارة فتح القدیر بالمد الدمشقی مد زماننا لان نصف الصاع اقل من ربع مدٍ فتبلغ کفارة ست صلواتٍ لکل یوم ولیلة نحو مد وثلث ولکل شهرٍ اربعون مدًا وذلك نصف غرارة ولکل سنةٍ شمسیةٍ ست غرائر فیستقرض قیمتها ویدفعها الفقیر ثم یستوهبها منه ویتسلمها منه لتتم الهبة ثم یدفعها لذلك الفقیر او لفقیرٍ آخر وهکذا فیسقط فی کل مرة کفارة سنةٍ وان استقرض اکثر من ذلك یسقط بقدره وبعد ذلك یعید الدور لکفارة الصیام ثم الاضحیه ثم الایمان لکن لابد فی کفارة الایمان من عشرة مساکین ولا یصح ان یدفع للواحد اکثر من نصف صاع فی یوم للنص علی العدد فیها بخلاف فدیة الصلوة فانه یجوز اعطاء فدیة صلواتٍ للواحد یعنی وارث نصف صاع گیہوں یا اسکی قیمت قرض لے اور آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کرے کہ میت پر کتنی نمازیں اور روزے وغیرہ ہیں اور اُس اندازہ سے قرض لے اسطرح کہ ایک ایک مہینہ یا ایک ایک سال کے اندازہ یا میت کی کل عمر کا اندازہ کرے کہ تمام عمر میں اس نے کتنی نمازیں پڑھی اور کتنے روزے رکھے ہونگے۔ اور پوری عمر میں سے اقل مدت بلوغ مرد کیلئے بارہ سال اور عورت کیلئے نو سال وضع کردے پھر حساب کرے تو ہر مہینہ کی نمازوں کا فدیہ نصف غرارہ ہوگا فتح القدیر مدِّ دمشقی سے اسلئے کہ نصف صاع چوتھائی مد سے کم ہے۔ تو ہر دن اور رات کی چھ نمازوں کا کفارہ ایک اور ثلث مد ہوا اور ہر مہینہ کی نمازوں کا کفارہ چالیس مد ہوا۔ اور یہی نصف غرارہ ہے اور ہر شمسی سال کی نمازوں کا کفارہ چھ غرارے ہوا پس وارث اسکی قیمت قرض لے اور فقیر کو اسقاط میں دے پھر فقیر سے ہبہ طلب کرے خواہ پہلے فقیر کو مسئلہ بتا دیا ہو یا اب بتادے۔ کہ فلاں بن فلاں میرے عزیز متوفی کے ذمہ اتنی نمازیں اور روزے باقی ہیں اور میں انکا فدیہ دینا چاہتا ہوں مگر اتنی وسعت نہیں کہ بغیر حیلہ شرعی کے ہر نماز اور ہر روزہ کا فدیہ ادا کردوں اور ابھی اُس کے ذمہ اور نماز

روزے باقی ہیں۔ لہٰذا نائبانِ مصطفےٰ حضرات فقہاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو آسان طریقہ بتایا ہے
کہ تم پھر مجھ کو یہ کر دو تبدل ملک سے مملوک کا حکم بدل جاتا ہے پھر میں اس میت کی اور نمازوں و روزوں
کا بھی فدیہ ادا کر سکتا ہوں اور فقیر بخوشی وارث کو ہبہ کر دے) اور وارث ہبہ قبول کر کے موہوب پر قبضہ بھی
کرلے تاکہ ہبہ تام ہو جائے پھر اسی فقیر کو یا دوسرے کو فدیہ میں دے اسی طرح دورہ کرتا ہے تو ہر دفعہ میں ایک
سال کا کفارہ ادا ہوگا۔ اور اگر زیادہ قرض لیا ہے تو زیادتی کے اندازہ سے زیادہ ادا ہوگا۔ (اور اگر کم ہے
تو کمی کے لحاظ سے ادا ہوگا) اور اسکے بعد روزہ اور قربانی کے کفارہ کیلئے دورہ کرے پھر کفارہ یمین کیلئے
لیکن کفارہ یمین میں دس مسکینوں کا موجود ہونا ضروری ہے اور ہر مسکین کو ایک دن میں نصف صاع دے۔
زیادہ دینا صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ کفارہ یمین میں قرآن کریم نے دس مسکینوں کا حکم فرمایا ہے۔ بخلاف فدیہ نماز
کے کہ اس میں چند نمازوں کا فدیہ ایک شخص کو دے سکتا ہے۔ اور فتح القدیر میں ہے۔ من مات وعلیہ
قضاء رمضان فاوصی بہ اطعم عنہ ولیہ لکل یوم مسکیناً نصف صاع من بر او صاعاً من
تمر او شعیر لانہ عجز من الاداء وکذلک اذا اوصی بالاطعام عن الصلوٰۃ جو شخص مر جائے اور
اس پر رمضان کے روزوں کی قضا ہے اور وصیت کی ہے تو اسکا ولی ہر روزہ کے بدلہ میں نصف صاع گیہوں
یا ایک صاع جو یا کھجور مسکین کو دیگا اور ایسا ہی حکم ہے نماز کے اسقاط میں اگر وصیت کی ہو تو ہر نماز کے
بدلہ نصف صاع گیہوں یا قیمت یا ایک صاع جو یا کھجوریں دے۔ صاع کا وزن اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط
یہ ہے کہ تین سو اکاون ۳۵۱ روپے بھر ہے تو نصف صاع ایکسو پچھتر روپے اور اٹھنی اوپر تھوا فتاوےٰ
رضویہ۔ اور شرح الیاس میں ہے۔ ویعتبر فدیۃ کل صلوٰۃ فائتۃ کصوم یوم ای کفدیۃ صوم
اور نماز فوت شدہ کا فدیہ ایک روزہ کیطرح معتبر ہے یعنی ایک روزہ کے فدیہ کی مثل اور شرح وقایہ
میں ہے۔ وان مات فی سفر او مرض فان صح او قام ثم مات فدی عنہ ولیہ بقدر ما فات عنہ اور
اگر مسافر نے انتقال کیا یا مریض مرگیا یا تندرست ہوگیا مگر ابھی روزہ نہ رکھنے پایا یا مسافر ٹھہر گیا۔ مگر
روزے ادا کرنیکا موقعہ ابھی نہ ملا تھا کہ مرگیا۔ تو ولی اسکی طرف سے ثلث مال میں سے فدیہ دیگا اور کبیری
شرح منیہ میں ہے۔ ومن مات وعلیہ صلوٰت فاوصی بمال معین یعطی لکفارۃ صلوتہ لزم ویعطی
لکل صلوٰۃ کالفطرۃ وللوتر کذلک وکذا الصوم کل یوم وانما یلزم تنفیذھا من الثلث وان لم یوص

وتبرع بہ بعض الورثۃ جاز جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس پر چند نمازیں باقی ہیں جنکی وصیت کردی ہے اور مال بھی معین کردیا ہے تو اسکی نمازوں کے کفارہ میں اسکا دینا لازم ہوگا اور اسقاط میں ہر نماز کے بدلہ صدقہ فطر کیطرح نصف صاع گیہوں دیئے جائینگے ایسے ہی وتر کیلئے اور ہر دن کے روزہ کیلئے اور وصیت ثلث مال میں نافذ ہوگی اور اگر وصیت نہیں کی اور کسی وارث نے تبرعاً میت کی جانب سے اسقاط کردیا۔ تو جائز ہوگا۔ اور الاشباہ والنظائر میں ہے اراد الفدیۃ عن صوم ابیہ او صلوتہ وھو فقیر یعطے منوین من الحنطۃ فقیرا ثم یستوھبہ ثم یعطیہ وھکذا الی ان یتم یعنی اگر کسی نے اپنے باپ کے روزہ یا نماز کا فدیہ ادا کرنیکا ارادہ کیا اور اتنی وسعت نہیں کہ تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کرے تو حیلہ اسقاط کرے اسطرح کہ ایک ہفتہ یا مہینہ یا سال کا مثلاً حساب کرکے فقیر کو فدیہ دے پھر مسئلہ سمجھا کر اس سے ہبہ طلب کرے اور پھر فدیہ میں دے اسیطرح کرتا رہے یہانتک کہ تمام نمازوں اور روزوں کا کفارہ ادا ہو جائے ان احادیث شریفہ و تفسیر و اقوال فقہاء سے واضح و روشن ہوگیا کہ مسئلہ اسقاط عن المیت اور حیلہ اسقاط جائز ہے اور بیشک یہ مسئلہ دیگر کتب معتبرہ اہلسنت و جماعت میں بھی موجود ہے مثلاً البحر الرائق و عینی شرح کنز الدقائق و جامع الرموز و معتمد ظہیریہ و شرح مختصر نقایہ و فتاوی قاضیخاں و فوائد و جواہر وغیرہ وغیرہ جسکو طوالت کیوجہ سے ذکر نہیں کیا صرف یہ چند سطریں لکھدی ہیں حق پسند مصنف متدین کیلئے یہی شافی و وافی اور بد مذہب ہٹ دھرم کیلئے دفتر بھی ناکافی نیز اس مختصر بیان سے یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ دیوبندی جو بظاہر مقلد و حنفی ہونیکے دعویدار ہیں جھوٹے ہیں کہ احادیث کو مانتے ہیں نہ کتب فقہ کو سب سے منکر ہیں گمراہ بددین ہیں اور اپنے کفریات خبیثہ کی وجہ سے کفار مرتدین ہیں اور غیر مقلدین کے ممد و معین ہیں۔ انکی صحبت میں بیٹھنا انکو امام بنانا حرام ہے راندیر میں مدرسہ اشرفیہ غالی دیوبندیوں کا مدرسہ ہے۔ جو شخص حیلہ اسقاط کو فضول بتاتا ہے وہ گمراہ بددین ہے مسلمان ہرگز ہرگز اسکو پسند نہ کریں واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وابنہ واحزابہ اجمعین وبارک وسلم۔

جواب دوم ۔ ذکر الٰہی کی نیت سے اذان کہنا جائز ہے اور اعلام نماز کے علاوہ بھی مسنون و مشروع ہے مفتی، مفتی راندیر کو کیا خبر وہ تکذیب خدا و توہین مصطفےٰ جانے یا مسائل فقہیہ علامہ شامی نے رد المحتار میں تحریر فرمایا ہے قد یسن الاذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود والمھموم والمصروع والغضبان ومن اساء خلقہ من

انسان اوبهيمة وعند مزدحم الجيش وعند الحريق وعند انزال الميت القبر قياسا على اول خروجه
للدنيا لكن رده ابن حجر فى شرح العباب وعند تغول الغيلان اى عند تمرد الجن لخبر صحيح فيه یعنی نماز کے
علاوہ بھی بعض مواقع میں اذان مسنون ومشروع ومامور ہے جیسے بچہ کے کان میں اور پریشان خیال اور مرگی والیکے
کانمیں اور جسکو بہت غصہ ہو غصہ کیوقت اسکے کان میں اور جس انسان یا حیوان کی عادت خراب ہو اسکے کانمیں اور
ازدحام جیش کیوقت آگ لگنے کیوقت اور میت کو قبر میں اوتارنے کیوقت دنیا میں آنیکی حالت پر قیاس کرتے ہوئے
کہ جب پیدا ہوا تھا تو اذان کہی گئی تھی اب دنیا سے جارہا ہے تو اذان کہی جائے لیکن اذان قبر کے سنت ہونیپر علامہ
ابن حجر شافعی نے کلام کیا ہے۔ اور اذان قبر کے جائز و مستحب ہونیکی پوری تفصیل و تحقیق دیکھنا ہو تو حضور پر نور مرشد برحق
سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکتہ مجدد اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولینا الحاج الشاہ حافظ قاری مفتی عبد المصطفے محمد احمد
رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کا رسالہ مبارکہ ایذان الاجر فی اذان القبر کا مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ تعا
تمام شکوک و اوہام دفع ہو جائینگے) اور جب جن پریشان کریں یا گھر میں ستائیں تو اذان کہی جائے کیونکہ حدیث صحیح اس مسئلہ کو
واضح فرماتی ہے وزاد ابن حجر فى التحفة الاذان والاقامة خلف المسافر اور ابن حجر نے تحفہ میں کہا کہ مسافر کے
جاتے وقت بھی اذان واقامت مسنون ہے قال المدنى اقول وزاد فى شرعة الاسلام لمن ضل الطريق فى ارض
قفر اى خالية من الناس اور مدنی نے کہا کہ شرعۃ الاسلام میں یہ بھی مسنون بتایا کہ اگر کوئی مسافر تنہا سفر کررہا ہے
اور راستہ بھول جائے اور کوئی آدمی موجود نہو جس سے راستہ دریافت کرے تو اذان کہے اذان کی برکت سے راستہ معلوم ہو جائیگا
وقال الملا على القارى فى المرقاة شرح المشكاة قالوا يسن للمهموم ان يأمر غيره ان يؤذن فى اذنه فانه يزيل
الهم كذا عن على رضى الله تعالى عنه یعنی ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ
مسنون یہ ہے کہ جو شخص پراگندہ خیال و پریشان ہو تو دوسرے کو حکم دے کہ وہ اسکے کان میں اذان کہدے اذان کی برکت
سے وہ غم و پریشانی دور ہو جائیگی ایسا ہی مروی ہے حضرت سیدنا شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ سے ان ارشادات مبارکہ
سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کسیکو بصورت شیطان ستائے یعنی اسکے دماغ میں دیوبند ہو تو اسکے کان میں اذان
کہنے سے دفع ہو جائیگا ان عبارات سے صاف صاف ظاہر و باہر ہوا کہ نماز کے سوا اور مواقع پر بھی اذان جائز ہے۔ تو
اللہ کے ذکر کی نیت سے اور بڑی راتکی عظمت ظاہر کرنے اور غافلوں کی غفلت اور مسلمانوں کی خستگی و پریشان حالی اور غم و الم
دور کرنے کیلئے مسجد میں با اظہار ہوش و حواس کیساتھ اذان کہنے میں کیا حرج ہے اور صلوۃ وسلام ببارگاہ حضور

اقدس سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والسلام تو قرآن کریم میں مطلقاً یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
ارشاد باری ہے اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد وعلی آل سیدنا ومولنا محمد بعدد کل ذرۃ مأۃ الف مرۃ و
اصحابہ وبارک وسلم کسی وقت اور کسی حالت کی قید نہ لگائی صرف ایمان محبت وتعظیم محبوب خدا کی قید ہے تو جو
دولت ایمان سے خالی محبت وتعظیم مصطفےٰ سے عاری ہے اسے حکم ہی نہیں ہے وہ خواہ بدعت سیئہ کہے یا حرام
کرائے یا فضول لکھے۔ اگر یہی لیل ونہار ہے یعنی اذان اور صلوۃ وسلام معاذ اللہ بدعت سیئہ ہو گیا تو آگے چلکر نماز
و روزہ بھی ختم ہے اور انکے بھائی مشرکی نے تو لکھ ہی دیا ہے ممکن ہے کسی کو خیال ہو کہ مشرکی مرتد کو دیوبندیوں کا
بھائی کیسے کہدیا تو الکفر ملۃ واحدۃ مشہور ہے معروف ہے ورنہ یوں سنیں کہ مشرکی اور دیوبندی دونوں
اسمعیل دہلوی کی لال کتاب تقویت الایمان پر عامل اور اسکے بیٹے ہیں اور غور کیا جائیگا تو مرزائی وغیرہ بہت سے
بدمذہب دہلوی کی اولاد بنینگے اب یہ سوال ہوگا کہ پھر دیوبندی مشرکی کا رد کیوں کرتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ
جب سوتوں سوتوں میں جھگڑے ہوتے ہیں تو سوتوں کی اولاد میں بھی ٹھنی رہتی ہے مشرکی لامذہبیت سے ہے اور دیوبندی
بدمذہبیت سے جیسے ان دونوں میں لڑائی ہے ویسے ہی بیٹوں میں جدائی ہے۔ دہلوی نے تقویت الایمان مطبوعہ
مجیدی کانپور صد ۳ پر لکھا ہے "یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو
بڑا علم چاہئے" خبر یہ ہے "سو یہ بات غلط ہے" آگے کہتا ہے "اور اللہ ورسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم
نہیں چاہیئے" پھر آگے کہتا ہے "بلکہ یوں کہا چاہیئے کہ جاہل لوگ انکا کلام سمجھکر عالم ہوجاتے ہیں" صد ۴ پر
کہا "سو یہ ہر خاص وعام کو چاہیئے کہ اللہ ورسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور
اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں" یہی وہ ناپاک عبارات ہیں جنہوں نے عنایت اللہ کو تحقیق وتدقیق
قرآن اور تکذیب قرآن وحدیث وضروریات دین پر آمادہ وتیار کیا لہذا اس نے خود تحقیق کی اور اپنی تحقیق کے موافق
اعلان کرتا ہے "پس میرے نزدیک عبادت عمل ہے اور صرف عمل ہے نری پنجوقتہ نماز پڑھ لینا قطعاً کوئی عبادت
نہیں" تذکرہ اردو دیباچہ صد ۹۳ "نماز جو ہم پنجوقتہ پڑھتے ہیں صرف نوکر کا سلام ہے" اشارات صد ۱۱۳ اور کہتا ہے
"قرآن کی الصلوۃ صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے ایک کارکن خادم کی احیاناً عرضداشت ہے اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کسی ترقی تنخواہ کی عرض معروض ہے۔ کچھ قرب شاہ کے باعث حوصلہ
افزائی کا سامان ہے کچھ خدمت کے سوئے ہوئے جذبے کو محرک کرنیکا وسیلہ ہے کچھ تھکے ہوئے اعضاء کو پھر ترو

تازہ کرنیکا ذریعہ ہے کچھ آقائے نامدار کیساتھ اپنی ارادت کو تیز کرنیکا اوزار ہے یہ سب کچھ ہے مگر عبادت قطعًا نہیں۔ خدا کی عبادت فی الحقیقت ان پانچ وقتوں کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔" دیباچہ تذکرہ صہ۱۹ اور کہتا ہے "محمدی نماز کے ظواہر اور ارکان کو اس (قرآن) کو کچھ سروکار نہیں" تذکرہ اردو دیباچہ صہ۳۳ یہ ہے دہلوی کی خبیث تعلیم کا نتیجہ۔ جب "نماز قطعًا عبادت نہیں" پھر پڑھکے کیا کرنا ہے۔ اور اعضاء کی سستی پر بدیہی فور ہوہی جاتی ہے دیکھا مسلمانو تفویت الایمان پر عمل کرکے اپنی جہالت کیموافق مشرکی نے قرآن کی الصلوٰۃ کی کیسی نئی تفسیر وتشریح کی جو تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی سے نہ ہوئی جس نے تمام آیاتِ قرآنیہ واحادیث شریفہ اور اجماع امت کو جھٹلایا اور ابتک نماز کو سب عبادت بلکہ افضل العبادات جانتے رہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مسلمان اس مورد غضب جبار اور مستحق ناکارہ کا ذکر چھوڑیں نفس مسئلہ سنیں۔ درمختار میں ہے۔ التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ یعنی اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں شب دوشنبہ کو شروع ہوا پھر جمعہ کیدن بھی ہونے لگا اور دس برس کے بعد ہر نماز کیوقت ہونے لگا بسوائے مغرب کے۔ پھر مغرب کیوقت بھی دوبار صلوٰۃ وسلام ہونے لگا اور یہ بدعت حسنہ ہے ردالمحتار و نہر الفائق والقول البدیع میں ہے۔ والصواب من الاقوال انہا بدعۃ حسنۃ اور صواب یہی ہے کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے بدعت حسنہ ہے رہا مفتی ساب کا بغیر کسی سند کے بدعت سیئہ لکھ مارنا تو سائل صاحب واقف نہیں اُن بیچارو نکے پاس سند ہے کس چیز کی جو پیش کریں۔ دیوبندیونکا عقیدہ ہے کہ شیطان کو تمام روئے زمین کا علم حاصل ہے اور نص سے ثابت ہے اور حضور سرکار مدینہ کے علم کی کوئی نص نہیں شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط مانو تو ایمان ہو اور حضور کیلئے مانو تو شرک ہو کیا سارے کے سارے دیوبندی شیطان کی وسعت علمی پر کوئی نص قطعی پیش کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ کیا چھوٹے بڑے سارے کے سارے راندیری ڈابھیلی دیوبندی ملکر کوئی ایسی دلیل پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ خدا کی ایک صفت اگر شیطان کیلئے مانے تو ایمان ہو اور اگر وہی صفت کسی اور کیلئے مانے تو شرک ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ نازل ہو بلکہ پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ (پھر مرزا بیچارہ نے کیا خطا کی ہے) کیا راندیر سے لیکر ڈابھیل و دیوبند تک کسارے دیوبندی سرجوڑ

گر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضور کے بعد نبی پیدا ہوا اور پھر حضور خاتم النبیین آخر الانبیاء باقی رہیں معاذ اللہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ انکا عقیدہ ہے کہ حضور کو بچوں پاگلوں اور جانوروں کا سا علم ہے یا بقول مرتضی حسن دربھنگی حضور کو بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر علم ہے کیا راندیری ڈابھیلی دیوبندی کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ تو دلیل کے میدان میں تو سارے کے سارے دیوبندی بے دلیل ہیں اور مفتی سارک کا بدعت سیئہ کہنا تعجب خیز نہیں کہ ان بیچاروں کا سرمایہ علم بس یہی شرک و کفر و حرام کرانا اور بدعت کہنا ہے۔ زیارت قبور شرک مزارات اولیاء پر چادر ڈالنا شرک وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرک غلام محمد غلام رسول غلام نبی غلام احمد وغیرہ نام رکھنا شرک وغیرہ وغیرہ عید کے روز سویاں پکانا کفر شب برات کو حلوا پکانا کفر و حرام جمعۃ الوداع کو خطبۃ الوداع پڑھنا کفر حتی کہ قضاء عمری پڑھنا کفر (تفویت و تذکیر) میلاد شریف حرام و بدعت و کفر عرس حرام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر شہادت صحیح روایتوں کیساتھ بھی کرنا حرام ان کی نیاز حرام (فتاوی گنگوہیہ) غرضیکہ پہننا اوڑھنا کھانا پینا چلنا پھرنا بدعت یہانتک کہ خود مجسم بدعت۔ عزیزان اہلسنت۔ یہاں بدعت سیئہ معلوم کرنے کیلئے صرف ایک حدیث شریف سن لیں عن ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لایرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ مثل اٰثام من عمل بہا لاینقص ذلک من اوزار الناس شیئاً۔ اخرجہ الترمذی۔ یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضور تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کوئی نئی بات گمراہی کی نکالے جس سے اللہ و رسول راضی نہوں وہ ان سب کے برابر معذب ہوگا جو اس پر عمل کرینگے۔ اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی تو بدعت سیئہ کو اس حدیث شریف نے بتا دیا کہ ہر وہ نیا فعل جس سے خدا و رسول ناراض ہوں وہ بدعت سیئہ ہے تو راندیری ڈابھیلی دیوبندی سے پوچھو کیا اذان و صلوۃ و سلام سے جو باطہارت مسجد میں میخانہ یا بیت الخلا کہ حدیث میں خبائث کی یعنی بھوت و شیطان کے رہنے یا دیوبند ہونیکی جگہ فرمایا ہے وہاں نہیں شراب پیکر نہیں مخول اور ٹھٹھے سے نہیں بلکہ ہوش میں ادب کیساتھ اذان و صلوۃ و سلام پڑھنے میں خدا و رسول راضی ہونگے یا ناراض اگر کوئی خبیث کہدے ناراض ہونگے تو اس کا کفر وارتداد ظاہر ہے کہ اذان مشروع اور صلوۃ و سلام مأمور بہ ہے اور دیوبندی راندیری شریعت مطہرہ

اور قرآن کو جھٹلایا ہے اور اگر راضی ہونگے اور یقیناً راضی ہونگے بلکہ کرنیوالیکو اجر ملیگا۔ تو بحمدہ تعالیٰ مسئلہ صاف اور راندیری دیوبندی کا خبث باطنی وانکشاف ہوگیا کہ وہ اپنی من گھڑت شریعت سے بدعت سیئہ بتاتا ہے مسلمان اس ناپاک فرقہ دیوبندی سے دور رہیں۔ ان کے عقیدے بہت گندے ہیں جیسے خدا جھوٹ بول چکا (فوٹو فتوی گنگوہی) اور حضور کے بعد نبی پیدا ہوسکتا ہے اور مُخِل خاتمیت نہیں (تحذیر الناس ص۲۸ از قاسم نانوتوی) اور شیطان کو حضور سے زیادہ علم ہے شیطان کو روئے زمین کا محیط علم حاصل ہے اور حضور کو نہیں (براہین قاطعہ ص۵۱ از رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبہٹی) اور حضور تاجدار مدینہ کا علم اقدس بچوں پاگلوں۔ جانوروں کا سا ہے (حفظ الایمان ص۸ از مولوی اشرف علی ساب تھانوی) اور لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللّٰھُمّ صل علی سیدنا و نبینا و مولنا اشرف علی خواب میں اور بیداری میں ہوش و حواس کیساتھ دن رات پڑھنا پیر کے تتبع سنت ہونے کی دلیل ہے۔ (الامداد صفر ۱۳۳۶ھ) وامثال ذلک یہی وہ کفریات ہیں جنکی بناء پر حضرات علماء مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و مصر و شام و افغانستان و بلوچستان و ہند و سندھ و برما و بنگال و پنجاب و دکن و کوکن و کاٹھیاواڑ وغیرہم نے انکے قائل و معتقد کے کفر و ارتداد کے فتوے دیئے اور فرمادیا من شك فی کفرھم وعذابھم فقد کفر جو شخص انکے ان عقائد خبیثہ کو جانتے ہوئے انکے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین والصوارم الھندیہ و الصوارم السندیہ و متفقہ فتاوی علماء دنیا) مسلمانان اہلسنت ان سے دور رہیں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا لاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (ترجمہ رضویہ) اور ارشاد فرمایا ومن یتولھم منکم فانہ منھم اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھیگا۔ تو وہ انہیں میں سے ہیں (ترجمہ رضویہ) اور حضور محبوب خدا سرور انبیا حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد عالی حضرت ابوہریرہ و عبداللہ بن عمر و جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تاکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم مسلم و ابوداود و ابن ماجہ و عند العقیلی یعنی تم ان بدمذہبوں بددینوں سے دور رہو اور انکو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ

تلامیذ ابی حنیفہ۔ بخاری و مسلم و نسائی و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ کی نسبت حضرت سیدنا امام اعظم کیسا معلوم کرنا ہو تو

نہ کردیں کہیں تمکو فتنہ میں نہ ڈالدیں اور اگر وہ بیمار پڑیں تو مزاج پرسی کو نجاؤ اور اگر مرجائیں تو جنازہ میں شریک نہو اور راستہ گلی میں ملیں تو انکو سلام نہ کرو۔ ان کیساتھ نہ بیٹھو ان کیساتھ نہ کھاؤ نہ پیو اور ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کرو انکے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور انکے پیچھے نماز نہ پڑھو (اس قسم کی اور احادیث شریفہ دیکھنا ہوں تو فقیر کا رسالہ مبارکہ اربعین شدت ۱۳۵۷ھ ملاحظہ کریں) اللہ تعالیٰ مسلمانان اہلسنت کو تمام بدمذہبوں بدینوں رافضیوں خارجیوں وہابیوں دیوبندیوں مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں گاندھویوں خاکساریوں کانگریسیوں لیگیوں کی زہریلی کفری ہوا سے محفوظ و مصئون و مامون رکھے۔ اور سچے مذہب مذہب اہلسنت پر مضبوطی و پختگی کیساتھ قائم دائم رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم واللہ سبحنہ وتعالی ورسولہ اعلم وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وابنہ واحزابہ اجمعین وبارک وسلم ومجد وکرم۔ ۲۲ شوال مکرم روز ایمان افروز وہابیت سوز دوشنبہ مبارکہ ۱۳۵۸ھ

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخان سنی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واخویہ واہلہ

خطیب جامع مسجد۔ وخادم دارالافتاء ریاست پٹیالہ
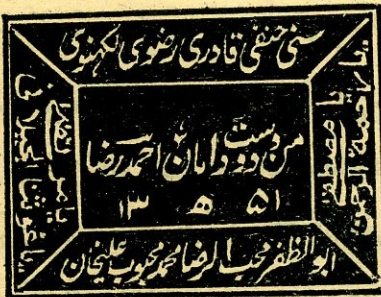
سنی حنفی قادری رضوی لکھنوی
من دوستداران احمد رضا
۱۳۵۱ھ
ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخان

لقد اصاب من اجاب فجزاہ اللہ المجیب اللبیب عنا خیرا الجزا قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ العبد المراجی رحمتہ اللہ القوی ابوالبرکات سید احمد غفرلہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔ الجواب صحیح احمد یار خان نعیمی اشرفی مدرس مدرسہ مسجد پیر بخش مرحوم گجرات نعم المفتی زید مجدہ ونعم الجواب واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بالصواب جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم الی یوم الحساب فقیر ابوالطاہر محمد طیب صدیقی قادری برکاتی داناپوری فاضل حزب الاحناف ہند عفا اللہ عنہ۔ المجیب اصاب نی با اجاب سید فضل معبود شاہ مدرس مدرسہ انوار الصوفیہ گجرانوالہ۔ ہر دو امر مستحسنات شرعیہ سے ہیں انکار محض لجر بلکہ عناد ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بحرمتہ حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خویدم الطلبہ محمد مہر الدین مدرس مدرسہ حزب الاحناف ہند لاہور۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح والمنکر فضیح ومن رکن الی الدیوبندیۃ الکفار فھو فضیح واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ۔ الجواب صواب والمجیب اصاب ومثاب فقیر قادری ابوالحسنات محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔ الجواب صحیح غلام نبی مدرس حزب الاحناف ہند لاہور۔ الجواب صحیح غلام دین خطیب مسجد شاہ لاہور۔

ملنے کا پتہ:۔ (۱) اشرفی کتب خانہ دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔ (۲) سعید حسن خاں ناظم مکتبہ اہلسنت محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔ (۳) دفتر انجمن تبلیغ صداقت رحمت منزل کالسیکر اسٹریٹ چھاچھ محلہ بمبئی ۳۔ (۴) کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد ریاست پٹیالہ۔